سیکشن ب

سوال نمبر: 02

جز نمبر: i

جواب:

حاجی اورنگزیب کے خط کا خلاصہ:

حاجی اورنگزیب خان جب بشارت سے ملنے کراچی گئے تھے کہ وہ اپنا بقایا اس سے لے سکے وہ مہینے ادھر رہے اور اس سے خوب کھایا پیا۔ جب واپس آئے تو انہوں نے بشارت کو خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

خلاصہ:

حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ:

میرے کراچی آنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں کراچی آکر آپ سے بقایا اصول کرو۔ میرے آنے کا مقصد یہ تھا کہ میں کچھ دن پہلے مجھے دل کا عارضہ ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے کیونکہ یہ ایک لاعلاج

بیماری ہے۔ میری بیوی ہر وقت اس پر اشک
باری کر رہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ کچھ دن
ہے اسے خوشی خوشی گزار دیجئے گا۔ تو میں آپ کے
ہاں کراچی چلا آیا کہ کچھ دن اچھے طریقے سے گزر جائے۔

اس کے بعد بشارت نے ایک دم پشاور کا ٹکٹ
کرا کے پشاور آگئے کہ حاجی صاحب کی تیمارداری کی
جائے۔

جزنمبر ۷

5

جواب:

ماسٹر الیاس:

ماسٹر الیاس سیدھے سادے انسان
تھے۔ انہیں زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں پتہ تھا۔
وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے اور کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔
وہ شکل و صورت سے بھی اچھے نہیں تھے۔ وہ اکیلے زندگی
گزارتے تھے۔ بچے اُن سے گنتی اور پہاڑے سیکھنے کے
لئے آتے تھے۔ وہ اکیلے رہتے تھے اور محلے کے لوگوں کے
ساتھ ملنا جلنا نہیں کرتے تھے۔

لوگوں کی دوستی نہ رکھنے کی وجہ:

ماسٹر صاحب انتہائی سادے انسان تھے انہیں زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا اور وہ شکل و صورت سے بھی اچھے نہیں تھے اور اکیلے تنہا گھر میں رہتے تھے۔

وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے اس لئے کوئی اُن سے دوستی رکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔

(جز نمبر: vi)

جواب:

راجہ صاحب کا جواب:

خواجہ صاحب اور راجہ صاحب جو کہ ایک دوسرے کے پڑوسی اور بہت اچھے دوست بھی تھے لیکن اُن کی بیگمات ہر وقت لڑتی جھگڑتی اور آسمان سر پر اٹھایا ہوتا تھا۔ تو محلے کے لوگ اُن سے تنگ آگئے

تو ایک بار راجہ صاحب اور خواجہ صاحب دونوں راستے میں جا رہے تھے تو محلے کے لوگوں نے ان سے کہا کہ اپنی بیگمات کو سمجھائیے کہ نہ لڑیں کیونکہ اس سے سارا محلہ بدنام ہو رہا ہے تو راجہ صاحب نے اسے جواب دیا کہ:

یہ عورتوں کے معاملات ہے۔ ہمیں ان میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اگر ایک ساتھ دو برتن رکھ دیئے جائے تو وہ بھی جھگڑا جاتے ہیں یہ تو جیتی جاگتی عورتیں ہیں۔ اگر آپ اپنی بیگم کو ان کے پاس بھیج کر ان کو سمجھا سکتے ہیں تو ٹھیک ہیں۔

جز نمبر : iii

جواب:

جلسے میں غلط فہمی:

حیدر آباد کے جلسے میں مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب جب تقریر کر رہے تھے تو ساتھ میں مولوی وحیدالدین صاحب بیٹھے تھے اور فرحت اللہ بیگ تقریر میں ہاتھوں سے اشارے بھی کیا کرتے تھے۔ تو وہ جب مولوی کریم الدین صاحب کی پتی پت سے دلی آنا بیان کر رہے تھے تو وہ بار بار مولوی وحیدالدین صاحب کی طرف اشارہ کرتے اور بار بار کر رہے تھے جس کی وجہ سے لوگوں میں بہت سی غلط فہمی پیدا ہوئی اور وہ غلط فہمی یہ تھی کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مولوی کریم الدین صاحب مولوی وحیدالدین کے والد تھے تو جلسے کے ختم ہونے ہی لوگ مولوی صاحب سے پوچھنے لگے کہ کیا واقعی وہ آپ کے والد تھے جس کی وجہ سے

مولوی صاحب غصے میں آگئے اور جو بھی پوچھتا تو وہ یہی بتاتے کہ ہاں وہ میرے والد تھے آپ کو کوئی مسئلہ ہے کیا آپ کا کوئی قرض تھا ان پر۔ تو حیدر آباد کے جلسے میں یہی غلط فہمی پیدا ہوئی۔

جز نمبر: vii

جواب:

افسانہ کتبہ سے اخلاقی سبق:

افسانہ کتبہ سے ہمیں یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ:

انگریزوں کے دور حکومت میں پڑھے لکھے مسلمانوں کو جونیئر کلرک کی نوکری ملتی تھی جس کی تنخواہ بہت کم ہوتی تھی اور سارے مسلمان غلامی کی زندگی گزار رہے تھے سارے مسلمانوں کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ زیادہ تنخواہ لے اور اپنے لئے اپنے گھر بنائے جس کے باہر ان کے نام کے تختے لگے ہو اور وہ یہ سوچتے سوچتے ان کے یہ خواب کبھی پورے نہیں ہوتے تھے اور آخر کار ان کے لائے ہوئے کتبے ان کی قبر پر نصب کر دیئے جاتے تھے۔

جز نمبر: ix

جواب:

صنعت تجنیس تام:

جب شاعر اپنے کلام میں ایسے الفاظ استعمال کرے جن کی املاء ایک جیسی ہو معنی مختلف ہو صنعت تجنیس تام کہلاتا ہے۔

مثلاً:

① ذرا سی دیر ہو جائے گی تو کیا ہوگا
گھڑی گھڑی نہ اٹھاؤ نظر گھڑی کی طرف۔

② جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں۔

③ انجمن پر کس نے انگڑائی اپنی ڈالی آج
کہ کھلکھلائی ہے گل کی ہر ڈالی آج

وضاحت:

درج ذیل اشعار میں ہم املاء الفاظ یہ ہے۔

① گھڑی - وقت کا آلہ   گھڑی - لمحہ

② میں - اپنا آپ   میں - اندر

③ ڈالی - ڈالنا   ڈالی - بیل

جز نمبر : (xi)

جواب:

سقراط پر الزامات:

5

سقراط ایک نہایت قابل حکیم تھے اور فلسفی تھے۔ وہ لوگوں میں انقلاب لانا چاہ رہے تھے۔ جب سقراط کی شہرت زیادہ بڑھنے لگی تو مخالفین نے سر اٹھا لیا اور سقراط کو راستے سے ہٹانے کے لئے سازشیں شروع کی۔ اور اس پر طرح طرح کے الزام لگانے لگے۔

ایک شاعر نے ان کے بارے میں نظم لکھی کہ یہ نوجوان نسل کے اخلاق خراب کر رہا ہے اور اُن کو اپنے آباو اجداد کے طور طریقوں کے خلاف لے کر جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے سقراط کو جیل ہوئی کیونکہ مخالفین کا پلڑا بھاری تھا اور سقراط کو ان کے سامنے کمزوری کا سامنا کرنا پڑا

سقراط کو سزا:

جب مخالفین نے سقراط کو پکڑوا کر جیل میں ڈال دیا تو عدالت نے سقراط کو سزائے موت سنائی جس میں سقراط کو زہر کا پیالہ پلایا جائے

گا۔ تو سقراط کو زہر کا پیالہ پلایا گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقعہ ہوئی۔
سقراط کو سزائے موت کے بعد حکومت کو بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

5

(جز نمبر: xii)

جواب:

نظم بڑھے چلو کا مرکزی خیال:

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ وطن کے عروج و زوال کا انحصار وطن کے نوجوانوں پر ہے۔ نوجوانوں کو تیز دار تلوار کے ساتھ دشمنوں کے صفوں کو الٹا دینا چاہیے۔ کیونکہ نوجوان قوم کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ قوم کا انحصار بھی ان پر ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ نوجوانوں کو وطن کے لئے اپنی جان ہر وقت حاضر رکھنا چاہیے اور نوجوان کو چاہیے کہ اپنی جان وطن پر قربان کر دیں۔ ہر وقت وطن کی ترقی کے لئے لڑا کریں اور دن رات وطن کی ترقی کے لئے کام کریں۔ اگر نوجوان کے سامنے مشکلات کا پہاڑ بھی آجائے تو وہ اس سے پیچھے نہ ہٹیں۔ اگر دشمن تعداد میں کتنے بھی زیادہ ہو۔ ان سے کبھی پیچھے نہ ہٹے اور ان کا ڈھٹ کر مقابلہ کریں۔ اور سر پر کفن باندھ کے رکھو اور یہ نعرہ لگائے وطن یا کفن۔

جز نمبر : (xiii)

جواب:

تفصیلیہ:

رموزِ اوقاف کی وہ قسم جو کسی چیز کی تفصیل دینے یا وضاحت کرنے یا مثال دینے کے لئے استعمال ہو۔ تفصیلیہ کہلاتا ہے۔

علامت:

تفصیلیہ کی علامت (:-) ہے۔

مثالیں:-

① لائبریری کی کتابوں کی تفصیل یہ ہے :- بانگِ درا، ضربِ کلیم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

② ذرا میری روداد سنو :- میں راستے میں جا رہا تھا اچانک راستے میں شیر سامنے آیا اور میں بھاگ گیا۔

③ حروفِ اضافت سے بننے والے مرکب کو مرکب اضافی کہتے ہیں۔

مثلاً :- احمد کا گھر، سایہ دیوار وغیرہ۔

جز نمبر: viii

جواب:

سبق "منظور" کا خلاصہ:

سبق "منظور" ہمارے شامل نصاب سبق ہے جس کے مصنف کا نام "سعادت حسن منٹو" ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

اختر نامی شخص کو دل کی بیماری تھی جس کو کورونری تھرومبسس کہتے ہیں اس کو بہت بری حالت میں ہسپتال لایا گیا۔ ڈاکٹر اور نرس کو تو یہ لگ رہا تھا کہ یہ آج رات مر جائے گا۔ اس کے ساتھ بیڈ پر ایک کمسن بچہ تھا جس کا نچلا دھڑ اپاہج ہو چکا تھا۔ وہ نہایت خوش اخلاق لڑکا تھا اور بہت پیاری پیاری باتیں کیا کرتا تھا۔ اختر چونکہ ہار مان چکا تھا لیکن وہ لڑکا جسکا نام منظور تھا وہ اس کو ہر وقت تسلی دیتا تھا کہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔ مجھے یقین ہے آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے اختر کی صحت میں بہتری آنے لگی اور آخر کار وہ ٹھیک ہو گیا۔ اختر کا خیال تھا کہ اس کو علاج نے نہیں بلکہ منظور کی دعاؤں اور اس کی تسلیوں کی وجہ سے ٹھیک ہو گیا اور اس نے منظور کو اپنا

مسیحا سمجھا۔ اختر کو جب ہسپتال سے فارغ کیا گیا
اسی صبح منظور فوت ہو چکا تھا جس سے اختر کو
بڑا دکھ ہوا۔

منظور ایک نہایت خوش مزاج اور خوش
اخلاق لڑکا تھا۔ اس نے سارے ہسپتال کے عملے کو اپنا
دوست بنایا ہوا تھا۔ ساری نرسیں اس کی بڑی بہنیں
تھی اور ڈاکٹر اس کے دوست تھے اور وہ ان کے ساتھ
گپ شپ لگاتا رہتا تھا۔

P.T.O

سیکشن: ج

سوال نمبر: 03

جز نمبر: الف

عبارت: "چونکہ وہ ساری بیگم ناز و نعمت ---- پیش کر کے جا سوتی"

حوالہ متن:

سبق کا عنوان: فاقہ میں روزہ

مصنف کا نام: خواجہ حسن نظامی

ماخذ: بیگمات کے آنسو

سیاق و سباق:

یہ عبارت ہمارے نصاب میں شامل سبق "فاقہ میں روزہ" سے لیا گیا ہے جس کے مصنف کا نام "خواجہ حسن نظامی" ہے۔ اس سبق میں مسلمانوں کے جنگ آزادی سے پہلے اور بعد میں حالات بیان کیے گئے ہیں جس میں بیان ہوا ہے کہ مغلیہ دور کے آخری بادشاہ "بہادر شاہ ظفر" جس نے مغلیہ سلطنت کو انگریزوں کے ہاتھ میں دے دیا۔

مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں مسلمان بڑے عیاش ہو چکے تھے۔ بہادر شاہ ظفر کے بھائی مرزا سلیم نقصان میں افضاری سے پہلے کھانے سنا کرتے تھے۔ اور اس طرح افطاری تک کا وقت گزارتے تھے اور ان کی ماں تلاوت کیا کرتی تھی۔ مسلمان بہت ہی بے علم ہو چکے تھے۔ عیاشی میں زندگی گزار رہے تھے۔ جب انگریزوں نے ان پر حملہ کیا تو اُن کی بادشاہت چھین لی گئی اور محلات چھن گئے جس کی وجہ سے وہ بے در و دیوار ہو گئے اور سر چھپانے کے لئے جگہ بھی نہ ملی۔ وہ جان بچانے کے لئے مرزا سلیم اپنے خاندان کو لے کر دور نکل گئے اور ایک مسلمان کے گاؤں میں رہنے لگے جو اُن کو رہنے کی جگہ دی اور ان کا خاص خیال رکھا۔ بعد میں مرزا شہزور اُن کی کھیتوں کی رکھوالی کرنے لگا اور خواتین گھروں میں کھیڑے سینے لگی۔ جس کے عوض ان کو سال بھر کا غلّہ ملتا اور اور ضروریات پوری ہوتی۔

تشریح:

یہ عبارت جو کہ شامل نصاب سبق "فاقہ میں روزہ" سے لیا گیا ہے۔ اس میں جنگ آزادی کے بعد مغلیہ خاندان کے حالات بیان کیے ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب مغلیہ خاندان سے حکومت چھن لی گئی تو وہ جان بچانے کے لئے دور کسی گاؤں میں

ہجرت کر گئے - ان کے پاس جو سامان تھا وہ راستے میں
لٹیروں نے لوٹ لیا اب وہ فریاد کرنے لگے - جب وہ گاؤں
میں رہنے لگے تو ان کی زندگی بڑی مشکل ہو گئی - کیونکہ
وہ تو شاہی خاندان کے لوگ تھے - ناز و نعمت میں پلے تھے
ان کو کیا اتنی مشکل زندگی گزارنا آتی تھی - وہ یہ سختی برداشت
نہ کر پائے -

تو جس کی وجہ سے مرزا شہہ زور کی بیوی فوت
ہو گئی کیونکہ یہ سختی برداشت نہ کر پائی - وہ چونکہ نازک لوگ
تھے تو غدر کی مصیبتیں ہی ان کے لئے کافی تھی جس نے
ان کو اتنا مصیبت میں ڈالا جو برداشت سے باہر تھی - گاؤں
میں جب رات کو وہ فوت ہوئی تو ان کے لئے کوئی نہ تھا
صبح جب ہوئی تو گاؤں کے لوگوں نے اس کے لئے کفن
منگوایا اور اس کو دفن کر دیا - وہ جو محلات میں رہنے
والی شہزادی جو ناز و نعمت والی زندگی گزار کرتی تھی وہ
ان سختیوں کو برداشت نہ کر سکی اور بیمار ہو کر خالق
حقیقی سے جا ملی -

سوال نمبر: 04

غزلیہ جز کی تشریح:

حوالہ شاعر:

شاعر کا نام: فیض احمد فیض

شعر ①:

جس دھج سے کوئی ------

یہ جان تو آنی جانی ------

مفہوم:

جو بھی شخص عزت و بہادری کے ساتھ مر جائے تو اس کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور جان کی کیا پروا یہ تو آنے جانی کی چیز ہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر فیض احمد فیض کہتے ہیں کہ جب مجھ پر راولپنڈی کیس کا مقدمہ لگایا گیا تو مجھے یقین تھا کہ مجھے سزائے موت ہو جائے گی چونکہ میں حق پر تھا اور عدالت سے معافی مانگنے کے لئے

تیار نہ تھا میں یہ کہتا تھا کہ جو بھی ہو جائے موت تو ایک نہ ایک دن آنی ہی ہے۔ اگر بندہ عزت کی موت مر جائے تو سارے اس کو یاد رکھتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے اسکا نام رہ جاتا ہے۔ جان کی کیا پرواہ ہے یہ تو ایک نہ ایک دن جانی ہی ہے عزت سے چلی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جان کی کیا پرواہ کرنی ہے۔ اگر بہادری سے چلی جائے تو فائدہ ہوگا۔ ویسے بھی ایک نہ ایک دن جانا ہے۔ بندہ عزت کی موت مر جائے تو لوگ ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

شعر②:

گر بازی عشق کی بازی ۔۔۔۔۔

گر جیت گئے تو کیا کہنا ۔۔۔۔۔

مفہوم:

اگر بازی عشق کی ہو تو اس میں ہار جیت کا کیا۔ اس میں دونوں میں ہی فائدہ ہے۔ اگر جیت گئے تو بہت اچھا اگر ہار گئے تو بازی مات نہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر فیض احمد فیض کہتے ہیں
کہ جب لوگ جوا لگاتے ہیں تو اُن کو یہ ڈر ہوتا ہے
کہ اگر ہار گئے تو سارا مال دوسرے کی ملکیت میں
چلا جائے گا۔
لیکن جب بازی عشق کی ہو تو اس میں ہار
جیت دونوں میں فائدہ ہے۔ اگر جیت گئے تو بہت اچھی
بات ہے کہ محبوب مل جائے گا۔ زندگی سکون کے
ساتھ گزرے گی۔ مزے ہونگے۔
لیکن اگر ہار گئے تو بھی کوئی بات نہیں۔
کیونکہ عشق میں ہارنے سے انسان کو اور زیادہ اس کے
پیچھے محنت کرنے کا موقع ملتا ہے اور انسان میں اور
بھی خود مختاری آجاتی ہے۔

سوال نمبر: 05

مضمون: پاکستان اور اسلامی اتحاد

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو وجود میں آیا۔ یہ دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جو اسلامی تعلیمات کو مدنظر رکھتے ہوئے وجود میں آیا۔ پاکستان کو اسلامی دنیا کا دل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اسلامی دنیا کے وسط میں واقعہ ہے۔

پاکستان ہمیشہ اسلامی اتحاد کا قائل رہا ہے اور ہر ایک حکمران نے اسلامی اتحاد پر زور دیا ہے اور اس کو عمل میں لانے کے لئے دن رات محنت کی کہ اسلامی اتحاد قائم ہو جائے اور دنیا کے سارے اسلامی ممالک ایک ہو جائے اور مسلمانوں کو اس زوال سے نکال کر واپس اس طرح عروج پر لے جائے جس طرح خلفاء راشدین کے دور میں تھا۔ اور چاہیئے کہ اسلامی ممالک کو کہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے کام کریں اور دنیا میں اسلام کا راج قائم کریں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اسلامی اتحاد
پر بہت زور دیا گیا ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی
میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ خاص طور پر اسلامی ممالک
کے ساتھ اچھے تعلقات بنا دیئے جائے جس کی وجہ
سے اسلام کو مضبوط بنا دیا جائے اور پوری دنیا میں
اسلام کا راج ہو اور مسلمانوں کا راج ہو۔ اسلامی ممالک
کے ساتھ تعلقات اچھے رکھنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ اگر
جب مسلمانوں کے خلاف کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا تو
اسے بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اسلامی ممالک
کے اچھے تعلقات سے اس کو فروغ ملے گا۔

پاکستان کے ۱۹۷۳ء کے آئین میں
بھی یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اسلامی
اتحاد پر زور دیا جائے اور دین اسلام کی ترقی پر کام
کیا جائے۔ اسلامی ممالک کے درمیان اشفاق پیدا کیا جائے
اور دین اسلام کو فروغ دیا جائے جس کی وجہ سے
اسلامی اتحاد مضبوط ہو جائے۔ اور اگر اسلامی اتحاد
مضبوط ہو گا تو دنیا کی کوئی بھی کافروں کی طاقت
ان کو نہیں پر اسکی اور اسلام کا جھنڈا ہمیشہ
عروج ہو جائے گا۔

پاکستان کے بہت سارے لیڈروں نے بہت سارا کام اسلامی اتحاد پر کیا کہ اسلامی دنیا کو مضبوط کیا جائے۔

ہمارے لیڈر جسے دنیا یاد رکھتی ہے ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیشہ اسلامی اتحاد پر زور دیا ہے۔ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ پاکستان اسلام کے نام بنا ہے تو ہمیں یہ زور دینا کہ اسلامی ممالک کے ساتھ مل کر اسلام کی سربلندی کے لئے کام کریں اور دنیا پر مسلمانوں کا راج قائم ہو جائے۔

پاکستان کے لیڈروں کا ہمیشہ یہی مقصد رہا ہے کہ اسلامی اتحاد کو فروغ دیا جائے۔ ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی اسلامی اتحاد قائم کرنے کو بہت سارے مسلمان ممالک کے دورے کیے اور ان کے ساتھ اسلامی اتحاد قائم کرنے پر زور دیا ہے اور ہمیشہ پاکستان کے قوانین میں یہ بات واضح رہی ہے کہ اسلامی ممالک کے ساتھ اتحاد کرنا۔

بہت سارے ممالک پاکستان کے ساتھ مل کر اسلامی اتحاد کو فروغ دینے میں کام کیا ہے اور اسلام کی سربلندی کے لئے بہت محنت کی ہے۔

جیسا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں
یہ بات واضح ہے کہ اسلامی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات
قائم کرنا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی اتحاد قائم
ہو جائے اور دنیا میں مسلمان مضبوط ہو جائے۔
ابھی جو 2025 مئی 10 کو انڈیا نے
پاکستان پر حملہ کیا تو پاکستان کے دوست مسلمان
ممالک جیسا کہ ترکی نے پاکستان کی بہت مدد کی جو کہ
اسلامی اتحاد کی ایک زندہ مثال ہے۔
اس طرح اگر اسلامی اتحاد قائم ہو جائے
اور اسلامی ممالک ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو جائے
اس کی وجہ سے اسلامی اتحاد قائم ہوگا اور دین
اسلام مضبوط ہو جائے گا۔
اگر پاکستان اسلامی اتحاد کی پالیسی کو
قائم رکھے اس طرح تو اس میں پاکستان کی ترقی
میں اسکا اہم کردار ہوگا۔

دوسری مثال یہ ہے کہ جب اسرائیل نے
فلسطین پر ظلم و ستم شروع کیا اور ان کو تباہی کے
دھانے پر لے گیا تو بہت سارے اسلامی ممالک نے اس
پر جواب دیا جو کہ اسلامی اتحاد کی مثال ہے۔